© rasailojaraid.com

عربی زبان کا مفہوم، وسعت و امتیازات

☆مفتی محمد نعیم

عربی زبان جو تمام زبانوں میں زیادہ فصیح، بلیغ، سیع، منضبط اور پرشوکت زبان ہے اس زبان کو قرآن مجید کے لئے منتخب کیا گیا۔ عربی زبان کو دیگر معاصر لغات پر ایک ایسی لازوال فوقیت اور برتری حاصل ہے جس میں اس کا مقابلہ دنیا کی کوئی دوسری زبان نہیں کرسکتی اس زبان کی جتنی اہمیت وفضیلت اور برتری دوسری زبانوں پر ہے اس سے کہیں زیادہ اہمیت احادیث مبارکہ میں اس مقدس ومتبرک زبان کے سیکھنے اور اس کے حاصل کرنے کے فضائل میں وارد ہوئی ہے(۱)

عربی زبان کی وسعت: حضرت امام شافعیؒ جو عالم بے بدل، فقیہہ بے مثل ہونے کے ساتھ ساتھ زبردست ادیب ہیں فرماتے ہیں کہ عربی زبان وسیع ترین زبان ہے اور اس کی تمام کی تمام لغات کا ادراک اور احاطہ نبیؐ کے علاوہ کسی عام انسان کے بس کی بات نہیں ہے۔

ابن درید اور خلیل نحوی فرماتے ہیں کہ عربی کی کل لغات کی تعداد پانچ کروڑ چھ لاکھ انسٹھ ہزار چار سو بیس ہیں ان میں تقریباً انتالیس ہزار چار سو لغات تو متروک ہیں باقی سب مستعمل ہیں پھر اس میں تفصیل ہے دو حرفی کلمات کی تعداد سات سو پچاس، تین حرفی کی تعداد انیس ہزار چھ سو پچاس، چار حرفی کی تعداد تین لاکھ تین ہزار چار سو اور پانچ حرفی کی تعداد چھ کروڑ تین لاکھ پچھتر ہزار ہیں

اسی طرح اس کی وسعت کا اندازہ آپ اس سے بھی لگا سکتے ہیں کہ عربی میں ایک ہی چیز کے کئی نام ہیں اور پھر ان میں کئی لغات پائی جاتی ہیں مثلاً صرف اونٹ اور گھوڑے کے لئے تقریباً پانچ ہزار نام چیتے اور تلوار کے لئے تقریباً پانچ پانچ سو الفاظ موجود ہیں اس زبان کی وسعت یہیں تک محدود نہیں بلکہ اس میں ایسے مترادف الفاظ موجود ہیں جو مطالب ومعانی کے بہت دقیق فرق کو ظاہر کرتے ہیں اور یہ الفاظ ایسے حاوی ہوتے ہیں کہ ایک ایک لفظ طویل معنوں پر مشتمل ہوتا ہے۔

☆ چانسلر جامعة بنورية العالمية

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اسی طرح عار اور عیب کو بیان کرنے کیلئے پندرہ الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ تکبر کے معنی کیلئے اٹھارہ الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ طبیعت اور عادت کو بیان کرنے کیلئے بیس الفاظ استعمال ہوتے ہیں (۲)

ادب کا لغوی و اصطلاحی مفہوم

ادب دراصل اظہار مافی الضمیر کا ایک سلیقہ اور طریقہ ہے جو ادیب کے احساس کی نمائندگی کرتا ہے۔ ادب نفس انسانی میں شائستگی، افکار و نظریات میں تبدیلی، احساسات میں نزاکت، زبان میں قوت پیدا کرتا ہے۔

ادب کے لغوی معنی ہیں ''الدعوۃ'' (بلانا) وہ کھانا جس کی طرف لوگوں کو بلایا جائے اس کو 'مدعاۃ'' کہتے ہیں اسی طرح ادب کے معنی خوش اخلاقی کے بھی آتے ہیں اگر لفظ ''ادب'' باب کرم یکرم سے ہوا تو اس کے معنی ہیں سمجھدار ہونا، زیرک و دانشمند ہونا، صاحب ادب ہونا۔ اور اگر باب ضرب یضرب سے ہو تو اس کے معنی ہونگے کھانے کیلئے دعوت دینا اور اگر باب تفعیل سے ہو تو معنی ہونگے مہذب بنانا اور شائستہ بنانا۔ اور اگر باب استفعال سے ہو تو معنی ہونگے سیکھنا۔

ادب کا اصطلاحی مفہوم

(۱) ادب کی پہلی تعریف: كل رياضة محمودة يتخرج بها الانسان فى فضيلة من لفضائل (يقال له الادب)

(۲) ادب کی دوسری تعریف: علم الادب هو علم يتحرز به عن جميع انواع الخطاء فى كلام العرب لفظا و كتابة۔ اس تعریف کو علامہ جرجانی نے بھی اختیار فرمایا ہے

(۳) ادب کی تیسری تعریف: معرفة الاخبار والاشعار

(۴) ادب کی چوتھی تعریف: هو حفظ اشعار العرب واخبارها والاخذ من كل علم بطرف (يقاله له الادب)

(۵) ادب کی پانچویں تعریف: الادب ملكة تعصم من قامت به عمايشينه

(۶) ادب کی چھٹی تعریف: هو تعلم رياضة النفس ومحاسن الاخلاق

بہر حال ادب کی اصطلاحی تعریف میں علماء کی یہ مختلف تعبیریں ملتی ہیں (۳)

علم ادب کا موضوع: ہر علم کا ایک موضوع ہوتا ہے جس میں اسکے عوارض ذاتیہ کے سلب و ثبوت کی بحث کی جاتی ہے، جیسا کہ طب کا موضوع جسم انسانی ہے اس حیثیت سے امراض جسم انسان کو لاحق ہوتے ہیں اور علاج و معالجہ کے ذریعہ ان کا تدراک کیا جاتا ہے اسی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

طریقہ پر علم نحو کا موضوع کلمہ اور کلام ہے۔

علم نحو کلمے کے ان عوارض واحوال سے بحث کرتا ہے جو اس کو معرب ومبنی ہونے کی حیثیت سے پیش آتے ہیں لہٰذا اس سے اتنی بات متعین ہو جاتی ہے کہ موضوع وہ ہوتا ہے جس میں اس کے عوارض ذاتیہ کے سلب وثبوت سے بحث کی جائے اسی طرح اس سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ موضوع اسی علم کا متعین ہو سکتا ہے جس علم کے مسائل کسی ایک جنس سے تعلق رکھتے ہوں اور چونکہ علم ادب خود بارہ علوم کا مجموعہ ہے تو اس کا موضوع کیوں کر متعین کیا جا سکتا ہے اس لئے علامہ بن ابن خلدون نے فرمایا: ھذا العلم لا موضوع له ينظر في اثبات عوارضه او نفيها اور یہی قول شیخ العرب حضرت مولانا اعزاز علی صاحب رحمہ اللہ کا بھی ہے۔

البتہ بعض حضرات نے بتکلف اس کا موضوع متعین کرنے کی کوشش کی ہے۔ کسی نے کہا ہے کہ اس کا موضوع طبیعت اور فطرت ہے جو خارجی حقائق اور داخلی کیفیات کی ترجمانی کرتی ہے اور بعض نے کہا کہ اسکا موضوع نظم ونثر ہے

علم ادب کا مقصد: علامہ ابن خلدون نے علم ادب کے مقصد اور غرض وغایت کے بارے میں لکھا ہے کہ وانما المقصود منه ثمرته وهي الاجادة في فن المنظوم والمنثور على اساليب العرب ومناحيهم۔

فرماتے ہیں کہ علم ادب کا مقصود اسکا ثمرہ ہے اور اسکا ثمرہ عرب کے طرز وانداز اور اسلوب کے مطابق فن نظم ونثر میں مہارت کا نام ہے

اس کے علاوہ یہ بھی مقصد ہے کہ اپنے مافی الضمیر کو پوری طرح انتہائی مؤثر اور دلچسپ پیرایہ میں دوسرے کے سامنے بیان کر دینا۔

اسی طرح یہ بھی مقصد ہے کہ قرآن وحدیث کے اعجاز لفظی ومعنوی سے کامل طور پر متاثر ہو کر اس کے مضامین واحکام کو سمجھنا اور سمجھانا

ادب کی اقسام: ادب کی دو قسمیں ہیں

(۱) ادب نفسی

(۲) ادب کسبی

ادب نفسی اسکو کہتے ہیں جو خداداد صلاحیت سے حاصل ہو اور جس میں سعی ومحنت کی ضرورت نہ ہو

ادب کسبی اس کو کہتے ہیں جو محنت اور کسب سے حاصل ہو

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ادب کسبی کے اصول: ادب کسبی کے چند اصول ہیں اور چند فروع۔

اصول میں بحث ہوگی مفردات سے یا مرکبات سے۔اگر بحث ہو مفردات سے باعتبار مادہ کے تو اسکا نام علم لغت رکھا جاتا ہے۔

اور اگر صورت کے اعتبار سے بحث ہو تو اسکا نام علم صرف رکھا جاتا ہے۔اور اگر بحث ہو بعض کی بعض کے ساتھ اصالت اور فرعیت کے اعتبار سے تو اس کا نام الشتقاق رکھا جاتا ہے۔

اور اگر بحث ہو مرکبات سے ہیئت ترکیبیہ کے اعتبار سے تو اس کا نام علم نحو رکھا جاتا ہے۔اور اگر بحث ہو معانی کے تغیرات کے اعتبار سے تو اسکا نام علم معانی رکھا جاتا ہے۔اور اگر بحث ہو توضیح کے اعتبار سے ہو تو اسکا نام علم بیان رکھا جاتا ہے۔اور اگر بحث ہو وزن کے اعتبار سے تو اسکا نام علم عروض اور علم قوافی رکھا جاتا ہے اور اگر اسکا تعلق نظم سے ہو تو اسکا نام علم بقرض الشعر رکھا جاتا ہے۔ اور اگر بحث نثر میں ہو نظم کے بجائے تو اس کا نام علم انشاء رکھ جاتا ہے۔اور اگر ان میں سے کسی ایک کے ساتھ مخصوص نہ ہو تو اسکا نام علم محاضرات رکھا جاتا ہے اور اسی سے تاریخ لی جاتی ہے۔

لغت کا ارتقاء وتعارف:

یوں تو بیان وکلام کا سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے فرشتوں اور جناتوں کے مابین بھی تھا اس لئے اسکی ابتداء اس کا موجد اور خالق تو اللہ ہی سمجھ سکتا ہے البتہ جہاں تک انسانی لغت کی تاریخ کا تعلق ہے تو اسکو قرآن کریم نے خود بیان فرمایا اور علم آدم الاسماء کلہا (۴)، یعنی حضرت آدمؑ کو دخول جنت کے بعد سب سے پہلے جس چیز کی تعلیم دی گئی وہ علم لغت ہے۔

واضع لغت کون ہے

وضع لغت کا مسئلہ بڑا معرکۃ الآراء مسئلہ ہے اور مختلف فیہ بھی ہے جس کو مختلف لغویین نے معرکۃ الآراء بنا لیا ہے اور اس میں ہر ایک کا اپنا الگ نظریہ ہے۔بعض حضرات کا خیال ہے کہ علم لغت کے موجد خود حق سبحانہ وتعالیٰ ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ اسکا موجد انسان ہے تو چونکہ اس میں ہر ایک قول میں خطاء وصواب کا احتمال ہے کسی بھی قول کو علی وجہ التعیین درست یا غلط نہیں کہا جاسکتا تاہم اتنا ضرور ہے کہ ابتداءً واضع لغت خود حق سبحانہ وتعالیٰ ہیں۔واللہ اعلم

بہر حال اس سے اتنی بات معلوم ہوئی کہ نفس لغت کی ایجاد واختراع میں تو انسان اگر چہ بے بس ہے مگر اسکی تزئین وتوسیع اور ارتقاء وارتقاع میں اسے ضرور بضرور شعور دیا گیا ہے لیکن اس میں بھی وہ ایجاد کا درجہ نہیں بلکہ صرف اجتہاد کا درجہ رکھتا ہے۔یہ بات بالکل عیاں ہے کہ اجتہاد اختراع

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

محض کا نام نہیں بلکہ ایک خاص دائرہ میں رہ کر اسکے مخفیات و رموز کو ظاہر کرنے کا نام اجتہاد ہے۔
اس لئے کہ یہ بات گزر گئی کہ لغت کی تخلیق و ایجاد کا کام تو اللہ تعالیٰ کا ہے انسان زبان کے حق میں موجد نہیں بلکہ محض ایک نشاط کی حیثیت رکھتا ہے

لغت کی تعریف :لغت درحقیقت ان آرزوؤں کا نام ہے جن سے ہر قوم اپنے اغراض ومقاصد او اپنے مافی الضمیر کا اظہار کرتی ہے۔لغات کا اختلاف اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔
انسان اور حیوان کی آفرینش اور ان میں لگی ہوئی قدرتی مشینری کے کل پرزوں پر نظر ڈالی جائے تو عقل دنگ رہ جاتی ہے کہ اس کارخانہ قدرت میں کس چیز سے کیا چیز بن رہی ہے۔انسان کی چلتی پھرتی ہوئی فیکٹری میں ایک خودکار آٹومیٹک مشینی زبان ہے جو دل ودماغ میں آئے ہوئے خیالات کی ترجمانی اس حیرت انگیز طریقہ پر کرتی ہے کہ جو مضمون دل ودماغ میں آیا اس کے اظہار کرنے کے لئے مناسب حروف والفاظ کا انتخاب پھر ان کی صحت کے ساتھ ادائیگی اس تیزی سے کرڈالتی ہے کہ ایک سیکنڈ کا وقفہ نظر نہیں آتا۔

اپنے مقاصد وخیالات کو دوسرے پر ظاہر کرنے کی صلاحیت صرف انسان ہی میں نہیں بلکہ اس خالق نے یہ صلاحیت واستعداد دوسرے حیوانات میں بھی رکھی ہے چنانچہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے بارے میں ارشاد ہے۔ وعلمنا منطق الطیر (۵) ۔انسان کو اپنے فرائض منصبی سے عہدہ برآ ہونے کیلئے افہام وتفہیم کی زیادہ ضرورت ہے اور اسی ضرورت کی بناء پر اللہ تعالیٰ نے اسکو زبان وبیان کی مکمل صلاحیت عطاء فرمائی ہے اس کو اظہار مافی الضمیر اور لغات کی بڑی مقدار اور بیان کے مختلف اسالیب اور طریقے سکھلا دیئے ہیں تا کہ انسان اپنے مقصد کو مختلف زاویوں، مختلف اسالیب اور مختلف طریقوں سے واضح کر سکے۔اس نعمت لایزال کو خالق ایزدی یوں بیان فرماتے ہیں خلق الانسان علمه البیان(۶)

اور دوسری جگہ ارشاد ہے ومن آیاته خلق السموات والارض واختلاف السنتکم والوانکم ان فی ذلک لایات للعالمین.(۷)

عربی زبان کی چند امتیازی خصوصیات: عربی زبان ایسی وسیع اور حاوی زبان ہے کہ دنیا کی کوئی زبان اسکا مقابلہ نہیں کرسکتی

عربی زبان کی چند خصوصیات حسب ذیل ہیں جن سے اسکی وسعت اور ہمہ گیری کا اندازہ بخوبی کیا جاسکتا ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(۱) عربی زبان میں ہر لفظ کی وجہ تسمیہ موجود ہے اس اشتقاق میں اعلیٰ درجہ کی خوبی پائی جاتی ہے اسکی انتہائی نمایاں خصوصیت ایجاز و اختصار ہے یعنی معانی و مطالب کثیرۃ کو قلیل سے قلیل الفاظ میں ادا کیا جا سکتا ہے

(۲) اس میں فطری جذبات کی صحیح انداز میں عکاسی کی صلاحیت بدرجہ اتم موجود ہے کیونکہ ہر چیز کی تمام قسموں، مختلف جنسوں اور مختلف حالتوں کیلئے الگ الگ الفاظ موجود ہیں۔

(۳) ایک مطلب کو واضح کرنے کیلئے بکثرت الفاظ مل سکتے ہیں

(۴) ہر چیز کی جزئیات کا استحضار بخوبی کیا جا سکتا ہے

(۵) ایک خصوصیت اس کی یہ ہے کہ اسکی ہر لغت کو بحث و تنقید اور قیل و قال کی چھلنیوں میں چھانا گیا ہے۔

(۶) اس زبان میں جو حلاوت و تاثیر اور جاذبیت ہے شاید ہی وہ دنیا کی کسی زبان میں ہو۔ اسکے شواہد بکثرت موجود ہیں۔

(۷) کسی با معنی لفظ کے حروف کو پس و پیش کر کے جتنی صورتوں میں رکھا جائے وہ سب با معنی ہوں گے بے مثال ہونگے مثال کا طور پر قلب کے لفظ ہے جسکے معنی دل کے ہیں اس میں تقدیم و تاخیر کر کے رکھیں دیکھیں ''بقل'' ساگ کو کہتے ہیں۔

اسی طرح ''بلق'' (سیاہ و سفید چتکبرا رنگ) سانپ کی ایک قسم ہے اب اسکو اگر ''قبل'' کہ دیں تو معنی تبدیل ہو جائے گا اور اس کے معنی ہیں ''پہلے''

(۸) عربی زبان کے قواعد نحو و صرف اس جدید اور حکیمانہ انداز سے مدون کئے گئے ہیں کہ دنیا کی کوئی زبان عربی زبان کا مقابلہ نہیں کر سکتی

حواشی و حوالہ جات

۱۔ المواھب النعیمیۃ شرح المقامات الحریریۃ مکتبۃ الجامعۃ البنوریۃ ۱۹۹۸ء ص/ ۱۵

۲۔ ایضاً ص/ ۹۱۔۲۰

۳۔ ایضاً ص/ ۲۱۔۲۲

۴۔ سورۃ البقرۃ/ ۳۱

۵۔ سورۃ النمل/ ۱۶

۶۔ سورۃ الرحمن/ ۴/ سورۃ القیامۃ/ ۱۹

۷۔ سورۃ الروم/ ۲۲

© rasailojaraid.com